قرآن مجید کا ایک نیا معجزہ:

جب قرآن کمپیوٹر میں ڈالا گیا

عیسائیوں کی ایک گھناؤنی سازش ناکام

جان محمد جان۔ رُکن القاسم اکیڈمی

علی عبداللہ نے حیرت سے اُس امریکی کی طرف دیکھا تو انہیں ڈرائنگ روم میں داخل ہوتا دیکھ کر کرسی سے کھڑا ہو گیا اور بولا:

''ہیلو! میرا نام آرتھر ڈک ہے۔ میرا تعلق امریکہ کی کمپیوٹر بنانے والی کمپنی ایکس ٹی سے ہے''۔

''وعلیکم! تشریف رکھئے: میں سمجھ نہیں سکا کہ کمپیوٹر بنانے والی کمپنی کو مجھ سے کیا کام آپڑا ہے'' علی عبداللہ اُلجھن کے عالم میں بولے۔

''میں وضاحت کرتا ہوں۔ ہماری معلومات کے مطابق آپ عربی زبان کے بہت بڑے عالم ہیں۔ اور آپ کو عربی نیں مکمل عبور حاصل ہے۔ ہمیں اسی سلسلے میں آپ کی خدمات درکار ہیں'' آرتھر بولا۔

بات واضح نہیں ہوئی، بھلا ایک عربی دان کی آپ کو کیا ضرورت آپڑی ہے۔ ''دراصل ہم ایک عربی کمپیوٹر بنانا چاہ رہے ہیں''۔ ''عربی کمپیوٹر''۔ علی عبداللہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ''جی ہاں! ایسا کمپیوٹر جس میں ہم عربی زبان کے تمام الفاظ اور حروف اور ان کیے انگریزی متبادل بھر دیں گے۔ یوں وہ عربی کمپیوٹر عربی کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کے قابل ہو سکے گا۔ یوں سمجھ لیں کہ وہ کمپیوٹر ایک طرح کا مترجم ہوگا'' آرتھر نے وضاحت کی۔ ''واہ'' ! علی عبداللہ کے منہ سے نکلا۔ ''اسی سلسلے میں ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے، کیونکہ آپ عربی اور انگریزی زبان دونوں زبانوں سے اچھی طرح واقف ہیں''۔ ''مگر آپ یہ کام کرنا کیوں چاہ رہے ہیں؟'' علی عبد اللہ نے سوال کیا۔ ''دراصل یہ ہمارے ایک بڑے منصوبے کا ایک حصہ ہے۔ ہماری کمپنی دنیا کی ہر زبان سمجھنے والا ایک عظیم کمپیوٹر بنانا چاہتی ہے''۔ ''یہ تو بہت بڑا منصوبہ ہے'' علی عبداللہ بولے۔ ''بے شک یہ ایک طویل المیعاد منصوبہ ہے۔ اور اس سلسلے میں ہم مختلف زبان دانوں سے رابطے کر رہے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے۔ کہ آپ ہماری مدد ضرور کریں گے، پھر اس میں آپ لوگوں کا بھی فائدہ ہے۔ کہ دینی کتب انگریزی میں ترجمہ ہو کر دنیا بھر میں پھیل جائیں گی''۔ ''ہوں!'' علی عبداللہ نے ہنکارا ابھرا۔ وہ سوچنے لگے کہ اس طرح واقعی ہم اپنے مذہب کو ساری دنیا میں پھیلا سکیں گے، مگر ایک امریکی کمپنی یہ کام کیوں کر رہی ہے؟ بھلا امریکی اور اسلام کو ساری دنیا میں پھیلانے کا کام کریں، مجھے ان کا ساتھ دینا چاہئے یا نہیں! دروازہ کھلا اور ایک معمر شخص اندر داخل ہوا۔ اسکی کمر میں تھوڑا سا خم تھا۔ سر کے پچھلے حصے میں کچھ بال تھے، چہرے پر جھریاں تھیں۔ اور اس کی بھنویں سفید ہو چکی تھیں۔ اس نے ہال نما کمرے میں ایک نظر دوڑائی۔ جس میں ایک سرے سے دوسرے تک آلات اور تاروں کا ایک جال سا بچھا ہوا تھا۔ بہت سے لوگ ان آلات سے اُلجھے ہوئے تھے۔ سامنے ایک بڑی اسکرین تھی، جس پر عربی زبان کی کسی کتاب کا ایک صفحہ نظر آرہا تھا۔ وقفے وقفے سے صفحہ بدل جاتا بوڑھے نے سر ہلایا اور ایک کونے

میں بنے کیبن کا دروازہ کھول کر اندر گھس گیا، ”آیئے پروفیسر صاحب! سب ٹھیک جا رہا ہے۔ ناوولف“ بوڑھے پروفیسر نے پوچھا: ایک دم او کے پروفیسر، ہمارا کمپیوٹر تو عربی میں اتنا ماہر ہو چکا ہے۔ کہ بڑے بڑے عربی دان بھی اس کے آگے پانی بھرتے نظر آئیں گے۔ عربی زبان کا کوئی بھی جملہ ہو تو فوراً اس میں موجود غلطیاں تلاش کر سکتا ہے“۔

وولف مسکرا کر بولا ”غلطیاں! ہاں یہی کام تو کرنا ہے، اگر ہمارا منصوبہ کامیاب ہو گیا تو ہمارے راستے میں موجود آخری رُکاوٹ بھی دور ہو جائے گی، پھر پوری دنیا پر ہمارا راج ہو گا۔ ورلڈ آڈر پوری طرح کامیاب ہو جائے گا“۔ پروفیسر کی آنکھوں میں چمک تھی۔ ”بس تو پھر سمجھ لیں پروفیسر کہ اس خواب کی تعبیر اب قریب ہی ہے“۔ ”وہ آخری کام کس حد تک ہوا ہے“۔ پروفیسر نے پوچھا۔

”اب اسی پر کام ہو رہا ہے“۔ ”بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ وولف، کامیابی کا سارا دارومدار اسی پر ہے، اگر آخری لمحات میں کوئی گڑبڑ ہو گئی تو سارے کیے کرائے پر پانی پھر جائے گا“۔ پرفیسر فکرمندانہ لہجے میں بولا۔ ”کچھ نہیں ہو گا پروفیسر! سارا کام بہت ہوشیاری سے ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے ماہر چکرا جائیں گے“۔ وولف مضبوط لہجے میں بولا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ڈائس پر پروفیسر مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا، ”یہ کمپیوٹر عربی زبان میں اتنا ماہر ہے۔ کہ بڑے سے بڑا ماہر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس وقت یہاں بہت سے عربی دان موجود ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ کوئی بھی شخص عربی زبان کے چند جملے ٹائپ کر دے اور یہ کمپیوٹر ان میں موجود گرامر کی، تلفظ کی واقعاتی یا شہادتی غلطیاں نکال کر دکھائے گا“۔ ہال میں سے کچھ افراد اُٹھ کر سٹیج پر آئے۔ پہلے ایک شخص نے کی بورڈ کی مدد سے چند جملے ٹائپ کیئے جو ٹی وی مانیٹر پر لکھے نظر آئے ”شکریہ اب آپ دیکھئے“ پروفیسر مسکرایا اور چند کیز باری باری دبائیں۔ کمپیوٹر سے ٹوں ٹوں کی آواز اُبھری اور پھر اسکرین پر غلطیوں کی لائن لگ گئی۔

”دیکھا آپ لوگوں نے، ان جملوں میں کس قدر غلطیاں تھیں۔ اب عربی کے ماہر آ کر چیک کر سکتے ہیں۔ کہ آیا کمپیوٹر نے جو غلطیاں نکالی ہیں۔ وہ درست ہیں یا نہیں“۔ پروفیسر بولا، چند ماہر آئے، انہوں نے جملوں اور غلطیوں کا جائزہ لیا۔ بہت دیر تک وہ جائزہ لیتے اور آپس میں بحث کرتے رہے۔ آخر ان میں سے ایک بولا: ”کمپیوٹر واقعی بہت ماہر ہے، اس نے جملوں کا بالکل صحیح تجزیہ کرتے ہوئے غلطیاں نکالی ہیں“۔ اس کے بعد بار بار تجربے کیئے گئے۔ جملے ٹائپ کیئے جاتے، کمپیوٹر غلطیاں نکالتا اور ماہرین چیک کرتے۔ ایک پورا دن گزر گیا۔ اگلے دن بھی یہی ہوتا رہا۔ آخر تیسرے دن سب نے متفقہ طور پر مان لیا کہ یہ کمپیوٹر عربی کا بہت بڑا ماہر ہے۔ اس کے کسی فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اس اعتراف کے بعد پروفیسر ڈائس پر آیا اور بولا:

”حاضرین عربی کے بڑے بڑے ماہروں اور عالموں نے اس کمپیوٹر کی افادیت کو مان لیا ہے۔ اب ہم ایک آخری تجربہ کرتے ہیں“۔ پروفیسر کی آنکھوں میں ایک خاص چمک نظر آئی۔ ”حاضرین! اس ڈسک پر ہم نے پورا قرآن مجید ٹائپ کیا ہے، پہلے ہم اس ڈسک کو کمپیوٹر پر لگاتے ہیں۔ اور عالم دین آ کر چیک کر لیں کہ قرآن ٹائپ کرنے میں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی“۔

اس نے ڈسک لگا مانیٹر آن کیا۔ اب عالم دین آئے اور پورا قرآن مجید مانیٹر پر صفحے پلٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔ یہ خاصا طویل کام تھا۔

عالم دین بیک وقت چیک کر رہے تھے، پھر بھی انہوں نے پورا ہفتہ لگا دیا اور اعلان کیا کہ قرآن پاک کی ٹائپنگ میں کوئی غلطی نہیں کی گئی پورا قرآن جوں کا توں اس ڈسک میں محفوظ کیا گیا ہے۔''اور اب حاضرین!'' پروفیسر نے کہنا شروع کیا: ''آخری تجربہ شروع کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے سنا کہ ہم نے قرآن پاک جو کہ آسمان سے نازل ہوا تھا۔ بالکل اسی طرح زیر وزبر کے فرق کے بغیر ٹائپ کیا ہے۔ اب ہم اس ڈسک کو کمپیوٹر میں ڈالتے ہیں۔ اور چیک کرتے ہیں۔ کہ آیا قرآن مجید میں کوئی غلطی ہے۔ یا نہیں''۔ (نعوذ باللہ)

''یہ نہیں ہو سکتا، قرآن الہامی کتاب ہے یہ اللہ کا کلام ہے اس میں کوئی غلطی نہیں ہو سکتی''۔ ہال میں ملی جلی آوازیں گونجنے لگیں۔

ایک شور سا برپا ہو گیا۔ ''حاضرین'' پروفیسر نے ہتھوڑے سے ٹھک ٹھک کی۔ ''پلیز توجہ فرمائیں۔ ہمیں آپ کے جذبات کا احساس ہے، مگر گزشتہ دو ہفتوں سے آپ لوگ دیکھ رہے ہیں۔ کہ کمپیوٹر عربی کا کتنا ماہر ہے۔ اور آپ ہی کے عالم دین حضرات نے گواہی دی ہے۔ کہ یہ کمپیوٹر تجزیہ کرنے میں کوئی غلطی نہیں کرتا اور یہ کہ ہم نے قرآن جوں کا توں ٹائپ کیا ہے، پھر آخر چیک کرنے میں کیا حرج ہے۔ اگر آپ لوگوں کے نزدیک یہ واقعی الہامی کتاب ہے۔ تو اس میں کوئی غلطی نکلی تو اسے درست کر کے قرآن کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے''۔ یہ سنتے ہی ہال میں موجود علی عبداللہ کھڑے ہو گئے۔ ان کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ ''اب میری سمجھ میں تمہاری سازش آئی۔ میں بھی حیران تھا کہ تمہیں عربی زبان میں اتنی دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی۔ تم دراصل یہ ثابت کرنا چاہ رہے ہو کہ قرآن الہامی کتاب نہیں تم اس کمپیوٹر کے ذریعے قرآن میں غلطیاں نکال کر اسلام کو جھوٹا مذہب ثابت کرنا چاہ رہے ہو، لیکن میں تمہیں ایک بات بتا دوں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور اللہ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے۔ اور جس چیز کی حفاظت اللہ کرے اس کا تم جیسے شیطان کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ تم اپنا حربہ کرو اور دیکھو کہ اللہ کا وعدہ سچا ثابت ہو گا یا تمہارا منصوبہ''۔ علی عبداللہ شدتِ جذبات میں بولتے چلے گئے۔ ''شکریہ علی عبداللہ صاحب! لیجئے اب میں ڈسک لگا کر چیک کرتا ہوں، پھر آپ دیکھیں گے کہ قرآن میں کس قدر غلطیاں موجود ہیں''۔ پروفیسر نے شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور پھر ڈسک لگا کر چند کیز دبائیں۔ ٹوں ٹوں کی آواز اُبھریں، سب کی سانسیں رُک گئی تھیں اور نظریں ٹی وی مانیٹر پر گڑ گئی تھیں۔ جلد ہی مانیٹر پر صرف ایک جملہ لکھا نظر آیا۔ ''غلطیوں کی تعداد صفر، صفر، صفر''۔ یہ جملہ پڑھتے ہی پروفیسر کو اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا۔ ''نعرہ تکبیر'' علی عبداللہ گلا پھاڑ کر پکار اُٹھے۔ ہال میں ''اللہ اکبر'' کی زوردار صدا گونج اُٹھی اور پروفیسر اپنا سینہ پکڑ کر بیٹھتا چلا گیا، پھر وہ زمین پر گر پڑا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ اس کا منصوبہ اور دل دونوں فیل ہو چکے تھے۔ اور اس کی روح جہنم کی طرف پرواز کر چکی تھی۔ ''یہ کیسے ہوا، تم لوگوں نے کوتاہی کی ہے۔ ہمارے اتنے برسوں کا منصوبہ خاک میں ملا دیا'' وولف بری طرح چلا رہا تھا۔ ''سر! یقین کریں ہم نے کوئی کوتاہی نہیں کی، ہم نے کمپیوٹر میں بہت خفیہ طریقے سے یہ ہدایت کوڈ کی تھیں۔ کہ وہ قرآن میں غلطیاں ہوں یا نہ ہوں، مانیٹر میں غلطیاں ضرور ظاہر کرے۔ میں حیران ہوں کہ کمپیوٹر نے ہدایات کے برخلاف کام کیوں کیا''۔ ایک کمپیوٹر انجینئر حیرت سے بولا۔ ''یہ نہیں ہو سکتا، میں نہیں مان سکتا، یہ جادو ہے۔ یا معجزہ کمپیوٹر اور ہدایات ماننے سے انکار کرے۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے''۔ وولف غصے میں اپنے بال نوچنے لگا۔ اس کا آخری تجربہ ناکام ہو چکا تھا۔